ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری ذمہ داری

رانا محمد شفیق خاں پسروری

رانا صاحب نے یہ تاریخی خطاب سالانہ جامعہ سلفیہ کانفرنس منعقدہ ۱۰ مارچ ۲۰۰۶ء کے موقع پر ارشاد فرمایا جسے جامعہ کے طالب علم عبدالرؤف نے کیسٹ سے نقل کیا۔

آج پوری دنیا کے مسلمان ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مضطرب ہیں۔ آج ڈنمارک، ناروے، اٹلی اور فرانس کے کچھ غلیظ اخبارات کے حوالے سے پوری دنیا کے مسلمان غم و غصے کے اندر بھرے ہوئے ہیں۔ آج ہر سمت اضطراب کی لہریں اٹھتے ہوئے دکھائی دیتی ہیں۔

حضرات: ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ اس کائنات کے اندر کوئی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں کرسکتا۔ یہ جو کچھ ہوتا ہے یہ توہین کرنے کی جسارتیں ہوتی ہیں۔ توہین کرنے کی کوشش ہوتی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں، تاریخ میں قدم قدم پر ہمیں دشمنانِ اسلام اسی طرح کی جسارتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ساری کی ساری جسارتیں تاریخ کے کوڑا دان میں پھینک دی گئیں۔ کوڑے کے ڈھیروں پر پھینک دی گئیں۔ جس طرح پچھلی تمام سازشیں کوڑے دان کے حوالے کر دی گئیں۔ ان شاء اللہ اسی طرح ڈنمارک، ناروے، جرمنی اور یورپ کی یہ سازشیں بھی کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دی جائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو کوئی خوف و خطرہ اور ڈر نہیں۔ یہ تو وہ آسمان کا چاند ہے کہ جس کی طرف اگر تھوکا جائے تو تھوک کا اس چاند کے اوپر گرنا محال ہے اور تھوک واپس تھوکنے والے کے اپنے ہی چہرے پر گرتا ہے۔

وہ تو کائنات کی ایسی ہستی ہے کہ جس طرح کا سوہنا من موہنا کائنات کی کسی آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور کائنات کی کوئی آنکھ ایسا حسین و جمیل، وجیہ و شکیل کس طرح دیکھ سکتی ہے کہ اس سے بڑھ کر صاحبِ کمال، صاحبِ جمال، کمالات کے کمال کو پہنچا ہوا اور حسن صفات کے اتمام کو پہنچا ہوا، کائنات کی کسی ماں نے جنا ہی نہیں اور عیوب سے مبرا، نقائص سے مصفّٰی، خامیوں سے پاک، گندگیوں سے صاف پیدا ہوئے ہیں کہ اس جیسا کائنات میں کون ہوسکتا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خالق نے اس کو اس کی مرضی کے مطابق پیدا کیا اور یہی وجہ ہے کہ کیا اپنے، بیگانے۔ جب بھی ذکر کرتے ہیں، پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت و احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔

9/11 کے واقعات کے بعد اگرچہ امریکہ کی حکومت اور یورپ کی حکومتیں مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کرچکی ہیں، صلیبی جنگوں کا اعلان کرچکی ہیں۔ لیکن یہ آن ریکارڈ حقیقت ہے کہ آج اسلام جتنی تیزی کے ساتھ امریکہ اور یورپ میں پھیل رہا ہے، پچھلی یورپی تاریخ میں اسلام نے اتنی تیزی کے ساتھ ان جگہوں میں فروغ حاصل نہیں کیا۔ **الاسلام تعلی ولا تعلی علیہ**۔ اسلام پھیلے گا، دبے گا نہیں۔ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے۔ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔

اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے نعرے امریکہ اور یورپ کے اندر گونج رہے ہیں، وہاں کی شاہراہوں پر گونج رہے ہیں اور وہاں کے حکمران سازشیں جو دل چاہے کرلیں، لیکن مجبور ہیں، ناموس صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے علم کو بلند کرنے میں۔ ابھی پچھلے مہینوں میں خود برطانیہ کے شہزادہ چارلس نے ایک مسجد کا افتتاح کیا۔ اللہ ان کے ذریعے اسلام کو دوبالا کرے گا۔ ان شاء اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ایسی مقدس، اعلیٰ و مطہر ہستی ہے کہ کائنات میں کوئی ان کی توہین نہیں کرسکتا۔ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ:

﴿ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما﴾

کہ اے لوگو وہ تو وہ ہستی ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی جس پر درود بھیجتے ہیں۔ تو یاد رکھو: اے لوگو تم پر بھی لازم ہے کہ جب بھی اس مقدس ہستی کا نامِ نامی اسمِ گرامی لیا جائے تو بغیر درود کے اس مبارک ہستی کا نام نہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا﴾

یاد رکھو! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی زبان کو غلیظ کرتا ہے، اپنی زبان کو گندا کرتا ہے، اس پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت مسلط کر دی گئی ہے اور ان پر دردناک قسم کا عذاب بھیجا جائے گا۔

آگے فرمایا کہ:

﴿ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا ثقتیلا﴾

یہ ملعون جو سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنی زبان کو گندا کرتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر اُن کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیئے جائیں۔ ایسے غلیظ لوگوں کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ ایسے لوگوں کو تہس نہس کر دو۔ ان کے چیتھڑے اڑا دو۔

اور احادیث کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا،

سزائے موت کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہ کا تذکرہ تو مشہور ہے کہ کس طرح گستاخِ رسول کعب بن اشرف کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اسی طرح ایک نابینا صحابی نے اپنی لونڈی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی، حالانکہ وہ اسے بہت محبوب تھی، اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے پر اس صحابی نے لونڈی کو قتل کر دیا اور اس طرح عمیر عدی نے اپنی [illegible] کو گستاخی رسول کرنے پر قتل کر دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون رائیگاں قرار دے دیا، کہ کوئی قصاص نہ لیا جائے گا۔

حضرات: وشاع الشیعہ کتاب میں لکھا ہے کہ بنو ہزیل کے ایک آدمی نے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی گالیاں دیں۔ اللہ کے رسول نے کہا کہ کون ہے جو اس بدزبان کی زبان کو روکے۔ تو بنو ہزیل کے قبیلے کے نوجوانوں نے ہی اسے قتل کر دیا۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گورنر مصر تھے۔ ایک عیسائی ذمی نے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ اپنی زبان کو گندا کیا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کی سزا کیا ہونی چاہئے......؟ تو صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا کہ اس کی سزا سوائے سزائے موت کے اور کچھ نہیں۔ تو حضرت عمرو بن عاص ذرا ہچکچائے۔ کہ یہ تو ذمی ہے، ہم نے ان کو پناہ دے رکھی ہے۔ اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے۔ ہم اس کو کیسے قتل کر سکتے ہیں......؟

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمرو! ہم نے اس کو پناہ دی تھی، اپنے ذمہ لیا تھا کہ یہ جس طرح چاہے اسلامی ریاست میں اپنی عبادت کرے۔ جس طرح چاہے اپنی عبادت گاہ کو قائم کرے، کوئی اس کی عبادت گاہ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ کوئی اس کی عبادت کے طریقے میں دخیل نہیں ہوگا۔ یہ جس طرح چاہے کاروبار کرے، اس کی حفاظت کی جائے گی لیکن اس کو یہ حق کس نے دیا کہ یہ ہمارے نبی کی شان میں گستاخی کرے۔ لہٰذا اس گستاخِ رسول کو قتل کر دیا جائے۔

آج پاکستان کے عیسائی کہتے ہیں کہ شانِ رسالت کی سزا جو قتل ہے، اس کو ختم کیا جائے۔ عیسائیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ہمیں یہ سبق دیں کہ ہم پاکستان کی سزا کے اندر قتل کی سزا کو ختم کر دیں۔ عیسائی ہیں کتنے......؟ پورے پاکستان کے اندر ساری اقلیتیں جو ہیں، وہ اڑھائی فیصد ہیں۔ ان کے اندر ہندو بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، مجوسی بھی ہیں اور تھوڑے سے عیسائی بھی ہیں۔ ان کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ ہمیں اس طرح کا سبق دیں۔

حضرات: خود ان کے اپنے ملکوں کے اندر ان کے لیے سزائیں انہوں نے مقرر کی ہیں، کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے۔ امریکہ کے قانون میں ہے۔ اس کے چیپٹر نمبر ۲۷۲ اور سیکشن نمبر ۳۶۰ میں ہے کہ اگر کوئی خدا کی شان یا رسول کی شان میں گستاخی کرے یا مذہبی کتابوں کے بارے میں غلیظ زبان استعمال کرے تو اس کو سزا دی جائے اور عیسائیوں کی کتاب بائبل کے اندر کتاب استثناء باب نمبر ۱۲ میں ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کی شان کے اندر یا نبی کے حواریوں کی شان کے بارے میں گستاخی کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

حضرات: آج یورپ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں آزادی اظہار ہے۔ تقریر اور تحریر میں مکمل آزادی ہے۔ اس لیے ہم ان اخبارات کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتے۔

یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ یورپ کے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بدمعاش لوگ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب ویت نام پر امریکہ نے حملہ کیا تو اس وقت کے باکسنگ کے عالمی چیمپئن محمد علی جو امریکی شہری تھا اور ایسا شہری کہ جس کے پاس پوری دنیا کی چیمپئن شپ کا ٹائٹل تھا۔ اس نے جب اپنے ملک میں کھڑے ہو کر ویت نام پر جنگ کے خلاف آواز بلند کی تو اس کا کیپیٹل (Capital) چھین لیا گیا اور محمد علی کو سزا سنا دی گئی۔

حضرات: ان ملکوں کے اندر آزادی اظہار کو محدود کیا گیا ہے۔ انہی ملکوں کے اندر قانون ہے کہ اگر ہم جنسی کا قانون ہے تو اس کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی آواز بلند کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی اور پورے یورپ کے ملکوں کے اندر قانون ہے کہ اگر کوئی عالمی جنگ کے نقصانات کے خلاف آواز بلند کرتا ہے تو اس کو سزا دی جائے گی۔

ابھی پچھلے دنوں آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ برطانیہ کے ایک مؤرخ جس کا نام ''ڈیرڈ آرونگ'' ہے، اس نے آج سے ۱۷ برس پہلے آسٹریلیا میں ایک لیکچر میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہولوکاسٹ کی کوئی حقیقت نہیں۔

ہولوکاسٹ کیا ہے......؟ کہ یہودی کہتے ہیں کہ عالمی جنگ کے دوران جرمنی کے نازیوں نے اور ہٹلر نے ۶۰ لاکھ یہودیوں کو قتل کیا تھا۔ اس یہودیوں کی قتل گری کو ہولوکاسٹ کہا جاتا ہے۔ تو ''ڈیورڈ آرونگ'' نے آج سے ۱۷ سال قبل آسٹریلیا میں لیکچر دیتے ہوئے کہا کہ ہولوکاسٹ کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۶۰ لاکھ کی تعداد میں یہودی قتل نہیں ہوئے۔ ۱۷ سال کے بعد پچھلے دنوں جب وہ آسٹریلیا گیا تو اسے پکڑ لیا گیا تو اس ڈیورڈ آرونگ نے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ غلط تھا۔ میں اپنی بات سے رجوع کرتا ہوں، غلطی کے اعتراف کے باوجود اس کو ساڑھے تین سال کی سزا دے کر جیل بھیج دیا گیا کہ تو نے ہولوکاسٹ کی مخالفت کیوں کی۔ یہ آزادی اظہار کی باتیں تو صرف مسلمانوں کے لیے ہیں۔

۲۷ مارچ ۲۰۰۳ء برطانیہ کے اخبار نے ایک کارٹون شائع کیا۔ اسرائیل کے یہودی وزیر اعظم شیرون کے بارے میں۔ وہ فلسطین کے ایک بچے کا سر کھا رہا ہے اور کہتا ہے کہ کبھی تم نے ایسی مزیدار چیز نہیں چکھی ہوگی اور کون ہے وہ جو بچوں سے پیار کرنا پسند نہیں کرتا۔

صرف اتنی سی بات اخبار نے کارٹون کے اندر لکھی

اور شیرون کوئی مذہبی رہنما نہیں بلکہ سیاسی رہنما ہے اور خود اسرائیل کے اندر اس کی مضبوط ترین اپوزیشن موجود ہے لیکن اس کے باوجود ۲۷ مارچ ۲۰۰۳ء کو یہ کارٹون شائع ہوا تو پوری دنیا کے یہودیوں نے اس پر واویلا کیا اور آخر برطانیہ کے اس اخبار کو معافی مانگنی پڑی اور یہ اس سال کی ۱۶ فروری کی بات ہے۔

ٹیلی گراف امریکہ کا اس نے ایک بیان شائع کیا۔ روم کے وزیراعظم کا کہ اس نے کہا کہ آج میں روم میں اسی طرح ہوں جس طرح یسوع مسیح ہوتا ہے۔ اتنی ہی بات کہی کہ اس کے خلاف پوپ پال کے نمائندے نے خط لکھا کہ ٹیلی گراف تو نے یہ توہین آمیز بات لکھی ہے۔ اس پر معذرت کرو۔ چنانچہ ٹیلی گراف کو اس پر معافی مانگنی پڑی۔

حضرات: آزادی اظہار کی بات کرنے والے اس وقت کہاں تھے جب امریکہ کی ۶ لاشیں الجزیرہ ٹی وی پر دکھائی گئیں تو بش سمیت سارے امریکہ نے اس پر واویلا کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ بہیمیت ہے۔ یہ درندگی ہے کہ تم ہماری لاشیں ٹی وی پر دکھاتے ہو۔ وہ ٹی وی پر لاشیں دکھائی جائیں، تابوت دکھائے جائیں تو تم واویلا کرتے ہو، تمہیں تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر تمہارے بارے میں کوئی بات کی جائے، اسامہ کے بارے میں کوئی بات کی جائے تو تم الجزیرہ پر بمباری کا اعلان کرتے ہو۔ تم الجزیرہ سے تعلق رکھنے والے نمائندوں کو عراق کے اندر تہس نہس کر دیتے ہو۔

لیکن یہاں کیا معاملہ ہے کہ پوری دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان تڑپ رہے ہیں اور تم کو شرم نہیں آتی کہ تم معذرت کا ایک لفظ بھی ادا نہ کرو۔ ڈنمارک کے وزیراعظم کے پاس گیارہ مسلم ممالک کے سفیروں نے پیغام بھیجا کہ آپ اس پر معذرت کریں اور معذرت ہی نہیں کہا ہم اس موضوع پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں وقت چاہیے اور ڈنمارک کے وزیراعظم نے تمام تر سفارتی آداب کو نظر انداز کر کے اخلاقیات کو نظر انداز کر کے بین الاقوامی سفارتی قوانین کو پامال کر کے ان گیارہ مسلم ملکوں کے سفیروں کو وقت دینے سے انکار کر دیا۔

حضرات: انڈیا والے ہمارے دشمن ہیں۔ اس کے باوجود بین الاقوامی تعلقات کا تقاضہ یہ ہے اور سفارتی اخلاقیات کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر ایک دشمن ملک کا سفیر بھی کسی دشمن ملک کے سربراہ سے وقت مانگے تو وقت دیا جاتا ہے۔ لیکن ڈنمارک کے وزیراعظم نے گیارہ مسلم ملکوں کے سفیروں کو وقت دینے سے انکار کر دیا۔

اور آج ہماری اس پارلیمنٹ کے اندر پچھلے دنوں شوکت عزیز نے بیان دیتے ہوئے کہا کہ ناروے کے وزیراعظم سے میری ٹیلیفون پر بات ہوئی ہے اور اس نے معذرت کر لی ہے۔ جب کہ شوکت عزیز نے اپنی پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر یہ جھوٹ بولا ہے اپنی قوم سے۔

ڈنمارک اور ناروے کے اندر جو ہمارے سفیر شہباز نامی ہیں، ناروے کی وزارت خارجہ نے اسے بلا کر کہا کہ ہم احتجاج کرتے ہیں۔ اس پر کہ تمہارے وزیراعظم نے اپنی پارلیمنٹ میں جھوٹ بولا ہے، ہم نے کوئی معذرت نہیں کی۔ ہم نے تو فون میں یہ کہا تھا کہ ٹیلی نار جو ناروے کی کمپنی ہے، اس کمپنی کو جو نقصان پہنچا ہے، اس کا ازالہ کیا جائے۔

حضرات: اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پوری دنیا کی مسلم عوام غم و غصہ سے بھرے ہوئے ہیں اور پوری دنیا کے حکمران گہری نیند سوئے ہوئے ہیں۔ سعودی عرب ہے کہ جس نے سب سے پہلے اس بات کا احساس کرتے ہوئے اپنے سفیر کو ناروے و ڈنمارک سے واپس بلا لیا۔ پھر سعودی عرب کے کہنے پر کویت نے واپس بلایا پھر لیبیا اور ایران نے واپس بلایا اور انہوں نے ان کی مکمل مصنوعات کا بائیکاٹ کر دیا۔

لیکن پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے، جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس ملک کے حکمران اپنے عوام کو دبا رہے ہیں، اپنے عوام کو کچل رہے ہیں، کہ یہ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کیوں کرتے ہیں۔ آج ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ اس مسئلے کو سیاسی نہ بنایا جائے۔

حضرات: اس مسئلے کو سیاسی کس نے بنایا۔ اپوزیشن نے سیاسی نہیں بنایا۔ یہ خود سیاسی بنایا ہے تو حکمرانوں نے بنایا ہے۔ ہاں ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہماری سیاست دین کے تابع ہے۔ ہماری سیاست ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان، ہماری ساری سیاستیں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان اور کائنات کے سارے اقتدار ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔

لیکن یہ سیاست بنایا کس نے ہے......؟ پارلیمنٹ کے ارکان نے اسلام آباد میں جلوس نکالا ہے۔ اس میں اپوزیشن کے ارکان اسمبلی بھی تھے اور اس میں حکومت کے ارکان اسمبلی بھی تھے۔ کسی نے نہیں کہا کہ اس میں سیاست ہے۔ سارے مل کر اکٹھے چلے تھے اور قراردادِ مذمت اسمبلی میں منظور ہوئی تو سارے اس میں اکٹھے تھے، سب متفق تھے۔

یہ سیاسی اس وقت بنا جب کچھ دیوانے نکلے عشاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہاتھوں میں اٹھا کر یورپ کی مذمت کرنے کے لیے نکلے تو تم تھے جنہوں نے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ریلیوں میں شرکت کے لیے جانے والوں کو دہشت گردی کے نام پر جیلوں میں پھینکا۔ تم تھے جنہوں نے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ارکانِ اسمبلی کو اس لیے جیلوں میں پھینکا کہ انہوں نے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ریلیاں نکالی تھیں۔

یاد رکھو لوگو! آج یورپ معذرت کرنے کے لیے تیار نہیں، کوئی بات نہیں آج ہمارے حکمران ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نکلنے والوں پر دہشت گردی کا مقدمہ دائر کر رہے ہیں تو کوئی بات نہیں ہم تو وہ ہیں کہ جن کا عقیدہ ہے کہ

نہ کٹ مروں جب تک خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

ہم نے تو تاریخ میں یہ پڑھا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کس طرح دیوانہ وار حُرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جاتے تھے۔

کیا تم نے اس صحابی کا واقعہ نہیں پڑھا کہ جس کو عیسائیوں نے قید کر لیا، جس کے سامنے اس کے ساتھیوں کو ابلتے ہوئے تیل میں پھینکا گیا اور وہ لمحوں میں خاک ہو گئے اور پھر اس کو پھانسی پر لٹکایا جانے لگا۔ تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ تو عیسائی بادشاہ نے کہا دیکھا زندگی کتنی پیاری ہوتی ہے موت کو سامنے دیکھ کر تیری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ہیں۔

تو صحابی نے کہا کہ موت پر نہیں رو رہا ہوں، میں تو اپنی کم نصیبی پر رو رہا ہوں کہ میرے پاس ایک جان ہے، اے کاش! کہ میرے پاس ایک ایک آنت کی جگہ ایک ایک جان ہوتی تو میں ساری حُرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیتا۔

تم نے خبیب رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں پڑھا کہ جب انہوں نے کہا کہ اسلام چھوڑ دو، تمہاری جان کی خلاصی ہو جائے گی۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب اسلام ہی نہیں رہا تو زندہ رہنے کا کیا فائدہ......؟

جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی پر لٹایا گیا تو نیزوں کے ساتھ ان کے جسم کو چھیدا گیا۔ جب جگر کے پاس چھید کیا گیا تو ایک کافر نے کہا کہ اے خبیب رضی اللہ عنہ اب تو تم چاہ رہے ہو گے کہ تمہاری جان کی خلاصی ہو جائے اور کاش تمہاری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے مرتے مرتے کیا کہا......؟

کہا تم کیا کہتے ہو، کیا بکتے ہو کہ میری جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے اور خبیب کی جان بچ جائے۔ وہ تھے صحابہ کرام۔

حضرت عمارہ بن زیاد گھسٹتے ہوئے جسم زخموں سے چور جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس پر زخم نہ لگا ہو، گھسٹتے آئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ جب جان نکل رہی ہو تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر نکل رہی ہو۔

نکل جائے جان تیرے قدموں کے اندر
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

حضرات: جو گستاخی کرتا ہے، اس کی سزا موت ہے اور مومن وہ ہے جو ناموس رسالت پر مر مٹنے کا عزم رکھتا ہو۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے رحیم تھے، پھر ان کو گالیاں دینے والوں کو سزائے موت کیوں دیتے ہو۔

تو اس پر علامہ ابن تیمیہ کی کتاب الصارم المسلول کا ایک ہی واقعہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ سید الرسل مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور مکہ وہ شہر ہے کہ جس کی محبت سے مدینہ کے دور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تڑپائے رکھتی تھی اور جب بیت اللہ کو چھوڑ کر آپ ہجرت پر مجبور ہوئے تو لکھا ہے سیرت نگاروں نے کہ اللہ کے رسول پلٹ پلٹ کر بیت اللہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اے بیت اللہ میرا تجھے چھوڑنے کو دل نہیں کرتا، لیکن کیا کروں، تیرے شہر کے رہنے والے مجھے رہنے نہیں دیتے۔

اس حسرت کے ساتھ بیت اللہ کو چھوڑا اور جب پھر بیت اللہ میں فاتح کی حیثیت سے آئے، غالب کی حیثیت مکہ میں آئے، جانثاروں کی ایک فوج ساتھ تھی۔ سامنے وہ کھڑے تھے، جو جان کے دشمن تھے۔ جنہوں نے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دیں۔ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر گندگی پھینکی۔ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر کانٹے پھینکے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں چادریں ڈال ڈال کر بل دیتے۔ جنہوں نے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو اپنے ہاتھوں سے شہید کیا، سارے کھڑے ہیں۔ لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ﴿لا تثریب علیکم الیوم﴾ کہ آج سب کے لیے معافی ہے۔ کوئی باز پرس نہیں، کسی سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا، لیکن کچھ لوگ تھے کہ جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جہاں بھی ملیں انہیں قتل کر دیا جائے۔ وہ عبدالعزیٰ بن خطل تھا۔ جو سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا، جو گالیاں بھری شاعری کرتا اور اپنی لونڈیوں سے گالیاں بھری شاعری مجالس کے اندر پڑھواتا تھا۔ اس کے متعلق صحابہ سے کہا کہ وہ جہاں بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔

﴿اینما ثقفوا اذا وقتلوا تقتیلا﴾

کہ وہ جہاں بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ صحابہ نے اسے تلاش کیا، وہ بیت اللہ کے ساتھ چمٹا ہوا تھا۔ صحابہ نے اس کو وہیں قتل کر دیا۔ کیوں......؟ جب سب کے لیے معافی تھی، سب کو معاف کر دیا گیا، کیوں قتل کروایا......؟ اس لیے کہ وہ پیارے رسول سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ زبان کو غلیظ استعمال کرتا تھا۔

شریعت کے اصولوں نے ہمیں بتلایا کہ اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا تو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی یہودی، عیسائی یا ہندو رہتا ہے تو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس نے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی زبان کو گندا کیا۔ اس نے پوری امت کو گالی دی۔ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی صرف سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ نہیں بلکہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اُمت کا مسئلہ ہے۔

لوگو! سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہمارے لیے مرکزیت کی حیثیت رکھتی ہے۔ سب سے قابل احترام اگر کوئی ہستی ہے تو مدینہ کے تاجدار کی ہستی ہے۔ اگر ہم ان کی شان کے اندر گستاخی برداشت کر لیں تو ہمارے لیے جینے کا کوئی مقام نہیں۔ اگر ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت کر لیں تو ربِ کعبہ کی قسم پھر دنیا میں سب کچھ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے شریعت

باقی صفحہ 8 پر